



Name :> **Ishtiaque**

Serial No :> **11371**

Address :> **Karachi**

Fatwa No :>

Subject :> **BUSINESS**

Date :> **3/28/2011**

Writer :> **راشد رشید**

Email :>

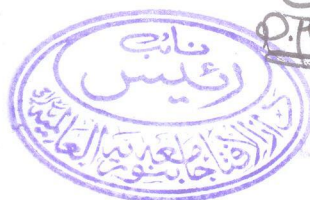
Beauti Parlor ka karobar kerna kaisa hai ? or agar seheh hai to phir is main kon kon say isay kaam hain jo kay nahi kernay chahyain yeah kaam meri ek larki karay gee or meray behan counter per ho gee jawab jalde day dain shukrya

بیوٹی پارلر کا کاروبار کرنا کیسا ہے؟ اور اگر صحیح ہے تو پھر اس میں کون کون سے کام ہیں جو کہ نہیں کرنے چاہئیں؟ یہ کام میری ایک لڑکی کرے گی اور میری بہن کا دنٹر پر ہوگی۔ جواب جلدی دے دیں شکریہ۔
الجواب حامدًا ومصليًا

سائل کی بیٹی اگر صرف عورتوں کے میک اپ کا کام کرے۔ اس کام کے دوران نہ وہ خواتین کے بال حد تشریحی سے زائد کاٹنے، بھنوس بنانے وغیرہ جیسے ممنوع کام کرے اور نہ غیر حرام کے ساتھ اختلاط ہوتا ہو بلکہ پردہ شریعیہ میں رہتے ہوئے اور حدود شریعیہ کے تحت کام کرے تو اسکی شرعاً بھی اجازت ہے۔ اسی طرح کسی شادی شدہ عورت کے چہرے کے بالوں کی وجہ سے اسکا شوہر اس سے نفوت کرتا ہو اور وہ ان بالوں کو ختم کرنے یا بلیچ کرنے کی اجازت دیدے تو اس صورت میں وہ یہ کام بھی کر سکتی ہے مگر وہ اس دوران اتنا مبالغہ نہ کرے کہ ہیپوٹروں کے ساتھ مشابہت ہونے لگے کیونکہ یہ ممنوع ہے ایسے ہی پورے جسم کی ویکسنگ (مالش مساج وغیرہ) کرنا جس میں ستر والی جگہ بھی دیکھی جاتی ہو حرام اور گناہ کی بات ہے اس سے احتراز لازم ہے۔

كافي الدر: لعن الله الواصلة والمستوصلة والواشمة والمستوشمة والواشدة والمستوشدة و-
النامصة والمستنبة الناصبة التي تنتف الشعر من الوجه والمنطقة التي يفعل بها ذلك الخ-
وفي الرد تحت قوله والنامصة الخ ذكره في الاختيار ايضاً (الى قوله) ولعله محمول على ما اذا فعلته
لستين ملاً جانب، والا فلو كان في وجهها شعر ينفر زوجها عنها بسببه ففي تحريم ازالته بعد لان
الزينة طلباً مطلوباً للمحسنين الا ان يحمل على ما لا ضرورة اليه لافي ذنقه بالتماس من الايذاء
وفي تبين الحرام ازالة الشعر من الوجه حرام الا اذا ثبت للمرأة لحيمة او شوارب فلا تحرم ازالته بل
تسبب اه وفي التاخرانيه من المفردات: ولا بأس باخذ الحاجبين وشعر وجهه ما لم يشبه المحنث اه (ص ۲۴۴-۲۴۵)

والله اعلم بالصواب
راشد رشيد عباسي عفي عنه
دارالافتاء جامع بنوری کراچی
۲۱ رمضان المبارک ۱۴۳۲ھ



الجواب
سید محمد رفیع
دارالافتاء جامع بنوری
۲۲ رمضان المبارک ۱۴۳۲ھ

